" الكشاف عن حقائق التنزيل وعيون الاقاويل في وجوه التاويل" ازعلامہ زمخشری، تفسیر کا منہج واسلوب: تحقیقی وتنقیدی جائزہ

The Methodology And Style Of Tafsīr "Al-Kashaf An Haqaiqo Al-Tanzeel Wa Uyoon Ul Aqaweel Fi Wjoho Al-Taweel" By Allama Zamahshari: A Critical And Exploraitory Study

Sameea Mujahid
PhD Scholar, Institute of Arabic and Islamic Studies, GCWUS & Lecturer Islamic Studies, GAICW, Sialkot:
sameeamujahid55@gmail.com

Hafiza Saira
Visiting Lecturer, Dept. of Islamic Studies, GAICW, Sialkot:
sairaasghar699@gmail.com

Robina Rashid
PhD Scholar, Institute of Arabic and Islamic Studies, GCWUS & Principal Super Celestial Grammar School, Daska:
robinashakil8@gmail.com

ABSTRACT

The sciences of the Quran contain all the arts, among them is the knowledge of interpretation, in which the famous people of the Ummah have rendered valuable services. Al-Kashaf by Allama Zamkhshri is also considered as a prominent masterpiece of this art, which has adopted the method of Tafseer Bil-Ray as well as Tafseer Bil-Masoor to some extent.Using various exegetical techniques, Imam Sahib has deduced rulings, supported the beliefs of Mu'tazila and criticized the opponents. The abundant and skillful use of rhetorical and gramatical rules has made it an unparalleled first ranked of rhetoric work among the sources of rhetorical Tafseer, which clarifies the need and importance of research work on this type ofTafseer. So that the scholars and researchers, while benefiting from its unique style, method and technical merits, will introduce many new aspects in the field of research, rejecting the beliefs of the group of falsehoods arising in the Muslim Ummah and the ijtihad problems faced in the present age. From the research study of the Tafseer, it has been tried to know whether it is a unique

rhetorical Tafseer? Has the Mufassir used his academic ability to support the beliefs of the Mu'tazila unnecessarily? What are the prominent aspects in the style and manner of Tafsir? Previous research works such as: "The causes and roles of revelation in Tafsir Kashaf" by Syed Hussain Hashmi (1995), "The analysis of meanings in Tafsir Kashaf" by Yasri Amani Shadman (2011), "Zamakhshri's Tafsir al-Kashaf is a Analytical review" by Prof. Fazlur Rehman Aligarh University study shows that there is a lack of research in this aspect. Therefore, the selected topic has been discussed in a narrative and research style with brevity and comprehensiveness so that it can be helpful in the field of research and understanding of the Qur'an for both the general and the special.

Keywords: *Commentary Techniques, Mutazila Bliefs, Technical advantages.*

قرونِ اولیٰ میں مفسرین اکرام نے فنِ تفسیر کی متعدد جہات نہ صرف متعارف کروائیں بلکہ ان پر فن پارے بھی متعارف کروائے۔ تفسیر کشاف اس کی ایک مثال ہے جس میں اگرچہ معتزلی عقائد کے اثبات کے لیے قابلیت وصلاحیت کو وقف کیا گیا ہے لیکن علمی مواد اور دلکش اسلوب کی بنا پر یہ ثقاہت وجامعیت کی نادر مثال ہے۔ ذیل میں مقالے کے عناصر ترکیبی درج کئے جارہے ہیں تاکہ مقالے کی معرفت میں آسانی ہو۔

عنوان	عنوان
خلاصہ	محکمات ومتشابہ آیات کی تاویل
تمہید	علم المعانی والبیان والبدیع سے استعفادہ
صلب موضوع	فن بلاغت کے ادوات کا استعمال
تعارف	نسخ کی حقیقت
حالاتِ زندگی،ابتدائی تعلیم و تربیت، اساتذہ و تلامذہ، تعلیمی سفر ،وفات	عقلی توجیہات
تالیف کی وجہ	عقائدِ معتزلہ کی تائید
اسلوب ومنہج	مسئلہ خلق قرآن
سبعۃ احرف	تفسیر بالماثور کا رجحان
اختلاف قرات	مناظرہ ومحاکمہ کا انداز

گرائمر کا استعمال	مخالفین پر نقد۔ کشاف پر کیا گیا کام
استنباط احکام	نتائج بحث۔ تجاویز و سفارشات

تعارف:

ابو القاسم جار اللہ محمود بن عمر الزمخشری خوارزمی۔(27-رجب467ھ / 18مارچ1075ء-ذی الحجہ 8، 538ھ / 12جون، 1144ء) معروف اور ممتاز حنفیہ معتزلی علماء میں سے ایک تھے۔[1] جنہوں نے عربی لسانیات، الہٰیات اور قرآنی تفسیر کے شعبوں میں اہم خدمات انجام دیں۔[2] قرآن مجید کی تعلیم اپنے والد سے حاصل کی، مزید تعلیم کے لیے جرجانیہ، بخارا، سمرقند، بغداد، مکہ گئے۔[3] سوانحی لغات وطبقات کے مطابق زمخشری نے متعدد علماء سے تعلیم حاصل کی لیکن ان علماء کے بارے میں دستیاب معلومات بہت کم ہیں۔ تقریباً گیارہ اساتذہ کا نام منابع میں ملتا ہے۔[4] بعض اوقات، مطالعہ کے اس شعبے کے بارے میں معلومات دستیاب ہوتی ہیں جس میں وہ مہارت رکھتے تھے، جب کہ دیگر معاملات میں اس کا بالکل ذکر نہیں کیا جاتا ہے۔ وہ تفسیر قرآن پر ایک مشہور مفسر تھے خوارزم کے دو نامور ماہرین الہیات ابو منصور اور امام رکن الدین محمود ابن عباس سے منسلک ہوئے، ان دونوں کو تفسیر کی ہدایت کی اور ان کے ساتھ علم الٰہیات کا مطالعہ کیا۔ ابن ملحیمی کے ساتھ قریبی تعلق کا ثبوت ان کی طرف سے ان کی وفات کے موقع پر لکھی گئی خوبصورت آیات سے ملتا ہے۔ کتاب المنہاج فی العلم کے عنوان سے اپنی مذہبی آراء کا ایک مختصر

[1] ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن عثمان ذہبی(1274ء-1348ء)، لسان المیزان، مکتبہ دار الکتب العربیہ، بیروت، 2000ء، 4:8

Abu Abdullah Muhammad bin Ahmad bin Usman Zehbi, Lesan ul Mezan, publisher Dar ul kutb al Arbia, Berut, 2000, 4:8

[2] ذہبی، لسان المیزان، مکتبہ بیروت، 2000ء، 4:6

Zehbi, Lesan ul mezan,4:6.

[3] شمس الدین ابن خلقان بن یحی بن خالد بن برمکی(1211ء-1282ء)، وفیات الاعیان و انباء الزمان، دار الکتب العربیہ، بیروت، 2005، 182:2

Ibn e Khalqan,Wufyat ul auyun, Dar ul kutb al Arbia, Berut, 2005, 182:2.

[4] ذہبی، لسان المیزان، 4:6

Zehbi, Lesan ul mezan,4:6.

خلاصہ لکھا۔ اپنے معتزلی عقیدے میں، وہ زیادہ تر ابو الحسین البشری کے نظریئے سے متاثر تھے، جس کی تائید متن سے ہوتی ہے۔[5]

القفطی، الذہبی اور الداوٗدی یاقوت، الذہبی اور الفاسی کے مطابق، "جس شہر یا قصبے میں وہ داخل ہوتے لوگ ان کے شاگرد بننے کے لیے ان کے ساتھ مل جاتے تھے ابن خلقان، الفاسی اور ابن عماد نے اپنے ایک دورہ بغداد میں زمخشری اور حنفی فقیہ الدمغانی کے درمیان ہونے والی ملاقات کو بیان کیا ہے۔[6]سوانحی لغات میں چھبیس شاگردوں کا ذکر صراحت سے ملتا ہے۔ جیسے ابو المعالی یحییٰ بن عبد الرحمٰن بی علی الشیبانی، ابو المعالی ماجد بن یمان الفہری، ابو صالح عبد الرحیم بن عمر الترجمانی، رشید الدین الطوطی، ابو منصور اور رکن الدین محمود المحیمی نے آپ سے تفسیر کا مطالعہ کیا جبکہ محمد ابی القاسم بیجوک الباقلی الخوارزمی، ابو المعیاد الموفق بن حمد، رشید الدین الطوطی، ابو الصالح عبد الرحیم بن عمر ترجمانی، سعید بن عبد اللہ جلالی المعبر اور عتیق بن عبد العزیز النیشاءپوری نے گرامر، ابو المعائد الموفق بن احمد، رشید الدین الطواط، یعقوب بن علی البالحیٰ الجندلی اور سعد بن محمد الخیاطی نے ادب، راشد الدین الطوطی، عتیق بن عبد العزیز النیشاءپوری اور محمد بن ابی القاسم بن بیجوک الباقلی الخوارازمی نے لغت ، محمد بن ابی القاسم بن بیجوک الباقلی الخوارزمی اور علی بن محمد بن علی بن احمد بن ہارون العمرانی الخوارزمی نے ان سے روایات اور احمد بن محمود اور اسماعیل بن عبد اللہ نے شاعری کی ترسیل کی۔[7] آپ نے طالب علموں کو اپنے سے روایت کرنے کی "اجازت عامہ" دی۔[8]

تفسیر کشاف کی تالیف:

تفسیر کا اصل نام "الكشاف عن حقائق التنزيل وعیون الاقاویل فی وجوه التاویل" ہے جو 4 ضخیم جلدوں پر مشتمل علوم عربیہ وادبیہ میں اولیٰ سند کے درجہ پر فائز ہے۔

---

[5] ابن خلقان، وفیات الاعیان، 181:2، ۔

Ibn e Khalqan,Wufyat ul auyun,181:2

[7] ذہبی، لسان المیزان، 4:6

Zehbi,Lesan ul mezan,4:6.

[8] ذہبی، لسان المیزان، 4:6

Zehbi,Lesan ul mezan,4:6.

آپ تفسیر قرآن لکھنے کی وجوہات بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"علمی معتزلی صحابہ مجھ سے قرآن کی کسی آیت کی تفسیر پوچھتے میں انہیں واضح طور پر سمجھاتا، ان کی تعریف و توثیق ہوتی۔ انہوں نے چند نامور علماء کے ذریعے اپنی خواہش کا اظہار بصدِ اصرار کیا کہ میں پورے قرآن کی تفسیر لکھوں لہٰذا نامساعد حالات، عوام الناس کی عدم علمی، اور عزم کی کمی کی وجہ سے اسے انفرادی فرض سمجھتے ہوئے **حقائق التنزیل وعیون الاقاویل فی وجوہ التاویل** 526/1132 میں مکہ مکرمہ پہنچنے پر لکھنا شروع کیا اور 528/1134 میں مکمل کیا۔ تفسیر ہذا میں معتزلی عقیدہ کا ایک خلاصہ ہے جو پہلے معتزلی مفسرین سے اختیار کیا گیا ہے۔ اکثر اپنے خیالات پیش کرتے ہوئے بصرہ و بغداد دونوں مکاتب فکر کا تذکرہ کرتے ہیں لیکن ان میں سے کسی ایک سے بھی خود کو وابستہ نہیں کرتے[9]۔

تالیف کا محرک:

قرآن کریم کی تفسیر کے محرکات عمومی طور پر تین رہے ہیں۔ آپ نے ان تینوں محرکات کو اپنی تفسیر میں برتا ہے۔

1۔ **جذبہ قرآن فہمی:** اس سے مراد ہے کہ پیغام الٰہی کو سمجھا جائے وہ کن عقائد و افکار کی تبلیغ کرتا ہے اور عملی سطح پر انسان سے کیا مطالبات کرتا ہے۔

2۔ **جذبہ ہدایت فہمی از قرآن:** عصری تحقیقات و انکشافات، نئے علوم و فنون کی پیدائش، ارتقاء، افکار، سماجی میلانات و ضروریات میں قرآن انسان کو کیا فکری و عملی ہدایت فراہم کرتا ہے۔ عملی زندگی میں کس طرح احکام کو اس سے منضبط کر سکتے ہیں۔

3۔ **جذبہ استناد از روئے قرآن:** اس سے مراد ہے جب فرق اسلامیہ اپنے ذاتی میلانات و رجحانات کو قرآن کریم کے عین مطابق و موافق بلکہ اس کا اصول و مدلول دینے کے لیے قرآن حکیم کی تفسیر کی ضرورت محسوس کریں۔

منہج و اسلوب:

---

[9] ابوعبداللہ یاقوت بن عبداللہ حموی (1178-1229)، معجم البلدان، 239:16، دار الکتب العربیہ، بیروت، 2003۔
Abu Abdullah bin Yaqoot bin AbdullahHamwi(1178-1229),Mujm ul Baldan,239:16, Dar ul ktub ul Arbia,Beruit,2003.

اگرچہ تفسیر کشاف قرآن کے متن کی پیروی کرتی ہے لیکن شروع سے آخر تک تشریحی و توضیحی منہج معیاری، روایتی تفسیر سے مختلف ہے۔ معتزلی نظریات کو ثابت کرنے کے لیے مختلف تکنیک(Techniques) کا استعمال کیا گیا ہے جیسے عقلی رجحان، سبعۃ احرف سے تاویل، ضعیف روایات سے استدلال، تمثیلات کا استعمال، وسیع گرامر کا استعمال، بعض الفاظ کے معانی اور نحوی طریقوں کی توسیع، محکمات و متشابہ آیات کی تاویل، علم المعانی والبیان والبدیع کا استعمال۔ ذیل میں تفسیر کے منہج و اسلوب سے متعلق مختصراً گفتگو کی جارہی ہے۔

1۔ محکمات و متشابہ آیات کی تاویل:

زمخشری کے نزدیک تفسیر قرآن کی بنیاد احکام و متشابہ آیات کی مکمل تفہیم کے بغیر ممکن نہیں وہ محکم و متشابہ اصطلاح کی وضاحت درج ذیل آیت کریمہ سے استدلال کرتے ہوئے مختلف انداز میں کرتے ہیں:

هُوَ الَّذِي أَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ مِنْهُ آيَاتٌ مُحْكَمَاتٌ هُنَّ أُمُّ الْكِتَابِ وَأُخَرُ مُتَشَابِهَاتٌ فَأَمَّا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُونَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَاءَ تَأْوِيلِهِ وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ إِلَّا اللَّهُ وَالرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ يَقُولُونَ آمَنَّا بِهِ كُلٌّ مِنْ عِنْدِ رَبِّنَا وَمَا يَذَّكَّرُ إِلَّا أُولُو الْأَلْبَابِ [10]

"وہی ہے جس نے تم پر کتاب نازل کی ہے جس میں ”آیات محکمات“ ہیں اور جو ”مدر کتاب“ (ام الکتاب) ہیں اور دوسری ”مبہم“ (متشابہات) ہیں۔ جہاں تک وہ لوگ جن کے دلوں میں کج روی ہے (فی قلوبهم زيغون) تو وہ اختلاف (پیدا کرنے) اور اس کی تاویل تلاش کرنے کے لیے اس چیز کی پیروی کرتے ہیں جو اس میں مبہم ہے۔ حالانکہ اس کی تعبیر اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ اور جو لوگ علم میں پختہ ہیں وہ کہتے ہیں کہ ہم اس پر ایمان لائے، یہ سب کچھ ہمارے رب کی طرف سے ہے، لیکن عقل والے ہی سمجھتے ہیں۔"

امام موصوف لکھتے ہیں:

فإن قلت: فهلا كان القرآن كله محكماً؟ قلت: لو كان كله محكماً لتعلق الناس به لسهولة مأخذه، ولأعرضوا عما يحتاجون فيه إلى الفحص والتأمّل من النظر والاستدلال، ولو فعلوا ذلك لعطلوا الطريق الذي لا يتوصل إلى معرفة الله وتوحيده إلا به، ولما في المتشابه من الابتلاء والتمييز بين الثابت على الحق والمتزلزل فيه، ولما في تقادح العلماء وإتعابهم القرائح في استخراج

---

[10] ال عمران:73

Al Imran:73.

معانيه وردّه إلى المحكم من الفوائد الجليلة والعلوم الجمة ونيل الدرجات عند الله، ولأنّ المؤمن المعتقد أن لا مناقضة في كلام الله ولا اختلاف، إذا رأى فيه ما يتناقض في ظاهره، وأهمه طلب ما يوفق بينه ويجريه على سنن واحد، ففكر وراجع نفسه وغيره ففتح الله عليه وتبين مطابقة المتشابه المحكم، ازداد طمأنينة إلى معتقده وقوّة في إيقانه {الَّذِينَ فى قُلُوبِهِمْ زَيْغٌ} هم أهل البدع {فَيَتَّبِعُونَ مَا تشابه مِنْهُ} فيتعلقون بالمتشابه الذي يحتمل ما يذهب إليه المبتدع مما لا يطابق المحكم ويحتمل ما يطابقه من قول أهل الحق {ابتغاء الفتنة} طلب أن يفتنوا الناس عن دينهم ويضلوهم {وابتغاء تَأْوِيلِهِ} وطلب أن يأوّلوه التأويل الذي يشتهونه {وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ إِلاَّ الله والرسخون فِي العلم} أي لا يهتدي إلى تأويله الحق الذي يجب أن يحمل عليه إلا الله وعباده الذين رسخوا في العلم، أي ثبتوا فيه وتمكنوا وعضوا فيه بضرس قاطع. ومنهم من يقف على قوله (إلا الله)، ويبتدئ (والراسخون في العلم يقولون) ويفسرون المتشابه بما استأثر الله بعلمه، وبمعرفة الحكمة فيه من آياته، كعدد الزبانية ونحوه: والأوّل هو الوجه. ويقولون: كلام مستأنف موضح لحال الراسخين بمعنى هؤلاء العالمون بالتأويل {يَقُولُونَ ءامَنَّا بِهِ} أي بالمتشابه {كُلٌّ مّنْ عِندِ رَبّنَا} أي كل واحد منه ومن المحكم من عنده، أو بالكتاب كل من متشابهه ومحكمه من عند الله الحكيم الذي لا يتناقض كلامه ولا يختلف كتابه {وَمَا يَذَّكَّرُ إِلاَّ أُوْلُواْ الالباب} مدح للراسخين بإلقاء الذهن وحسن التأمّل ويجوز أن يكون {يَقُولُونَ} حالا من الراسخين.وقرأ عبد الله: {إن تأويله إلا عند الله}[11]

"محکم و متشابہات کا مسئلہ نہ صرف اہم ہے بلکہ آیات محکمات وہ ہیں جن کا اظہار واضح (حکمت) ہے کیونکہ وہ محفوظ ، قیاس اور شک سے پاک ہیں۔ وہ آیات مضبوطی سے ترتیب دی گئی ہیں، جس میں تضاد و خامی نہیں، ایسی کتاب جس کی آیات محکم اور واضح ہیں" اپنے الفاظ میں اسے خارجی ذرائع سے کسی وضاحت کی ضرورت نہیں، جیسے متشابہ آیات کو سمجھنے کے لیے احادیث نبوی یا لسانی تحقیقات وغیرہ سے ممکن ہے اس کے علاوہ وہ ام الکتاب کے بعد سے ہیں"

امام موصوف کا مؤقف ہے کہ محکم آیات متشابہ آیات کی تشریح کے لیے ایک بنیاد کے طور پر کام کرتے ہیں۔ دلیل کے طور پر آپ نے چند مثالیں نقل کی ہیں۔ جیسے:

(ا)۔ رؤیت الٰہی: آپ کے نزدیک اپنے رب کی طرف دیکھنا ایک متشابہ امر ہے اور وہ دیکھنا مجازی آنکھ سے ہے حقیقی سے نہیں اس کی تعبیر محکم آیت سے کی جاسکتی ہے:

---

[11] زمخشری، کشاف، 1:331۔

Zamkhashri, Kashaf, Dar ul kutb ul Arbia, Beruit. 2000, 331:1

لا تدرکه الابصار وھو یدرک الابصار[12]

"آنکھیں اس کو نہیں دیکھ سکتیں اور وہ آنکھوں کو دیکھتا ہے۔"

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وما کان لبشر ان یکلمه اللّٰه الا وحیا او من ورآی حجاب اویرسل رسولا فیوحی باذنه مایشآء[13]

" اور کسی بشر کے لائق نہیں کہ وہ اللہ سے کلام کرے، مگر وحی سے یا پردے کے پیچھے سے یا وہ کوئی فرشتہ بھیج دے جو اس کے حکم سے جو کچھ اللہ چاہے پہنچادے"

حضرت موسیٰ علیہ السلام سے متعلق فرمانِ الٰہی ہے:

واذقلتم یموسی لن نؤمن لک حتی نری اللّٰه جھرة فاخذتکم الصعقة وانتم تنظرون[14]

" اور جب تم نے کہا اے موسیٰ! ہم آپ پر ہر گز ایمان نہیں لائیں گے، حتیٰ کہ ہم اللہ کو کھلم کھلا دیکھ لیں تو تم کو (بجلی کی) کڑک نے پکڑ لیا اور تم (اس منظر کو) دیکھ رہے تھے۔

پہلی دلیل یہ ہے کہ جو چیز دکھائی دے، وہ دیکھنے والے کی مقابل جانب میں ہوتی ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ دکھائی دے تو اس کے لیے ایک جانب اور جہت کا ہونا لازم آئے گا؟ دوسری دلیل یہ آیت ہے جس کا معنی وہ یہ کرتے ہیں کہ آنکھیں اس کو نہیں دیکھ سکتیں۔ تیسری دلیل یہ ہے کہ جن بنی اسرائیل نے اللہ تعالیٰ کو دیکھنے کا مطالبہ کیا تھا، اللہ تعالیٰ نے ان کے اس مطالبہ کو بطور مذمت نقل کیا ہے اور اس مطالبہ پر عذاب نازل کیا[15]۔

پہلی دلیل کا جواب یہ ہے کہ دیکھنے اور دکھائی دینے کا یہ قاعدہ ممکنات اور مخلوقات کے اعتبار سے ہے۔ اللہ تعالیٰ کے لیے نہیں ہے، اللہ تعالیٰ کے دیکھنے کے لیے جانب اور مقابلہ کی شرط ہے، نہ دکھائی دینے کے لیے۔

---

12 الانعام:۱۰۳

Al Anam:103.

13 الشوریٰ:۵۱

Al Shura:51.

14 البقرہ:۵۵

Al Baqrah:55.

15 زمخشری، کشاف، 221:1

Zamkhashri, Kashaf:221:1.

دوسرا جواب یہ ہے کہ اس آیت میں سلب عموم اور نفی شمول ہے۔ عموم السلب اور شمول النفی نہیں ہے۔ یعنی ہر ہر آنکھ کے دیکھنے کی نفی نہیں ہے، نہ ہر ہر زمانہ میں دیکھنے کی نفی ہے، نہ ہر ہر مواقع پر دیکھنے کی نفی ہے بلکہ بعض زمانہ میں بعض مواقع پر بعض لوگوں کے دیکھنے کی نفی ہے، سو دنیا میں دیکھنے کی نفی ہے اور آخرت کے بعض مواقع میں جب اللہ تعالیٰ غضب اور جلال میں ہو گا، اس وقت اس کی دیکھنے کی نفی ہے اور کفار اور منافقین کے دیکھنے کی نفی ہے۔ ہمارے نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے شب معراج میں جو اللہ تعالیٰ کو دیکھا اور محشر میں اور جنت میں دیگر انبیا (علیہم السلام) اور جملہ مومنین کے دیکھنے کی نفی نہیں ہے۔

تیسرا جواب یہ ہے کہ ان پر عذاب نازل کرنے کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے حضرت موسیٰ (علیہ السلام) پر ایمان لانے اور ان کی باتوں پر یقین کرنے کو ازراہ عناد اور سرکشی اللہ تعالیٰ کے دیکھنے پر معلق کر دیا تھا اس وجہ سے نہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کی محبت اور شوق کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کو دیکھنا چاہتے تھے[16]۔

الحاصل زمخشری تشابہات کے معنی اس طرح جامع طور پر بیان نہیں کرتے جس طرح وہ محکم کے معنی کرتے ہیں۔ وہ محض تشابہات کو مشتبہات اور محتملات کے مجموعہ کے طور پر بیان کرتے ہیں۔

2۔ علم المعانی والبیان والبدیع:

زمخشری کہتے ہیں کہ علم المعانی والبیان والبدیع قرآن کے باریک معانی کو سمجھنے کے لیے ضروری ہے۔ کیونکہ "حقیقی معنی کو کوئی نہیں سمجھ سکتا سوائے اس شخص کے جو قرآن سے متعلق دو علوم میں ماہر ہو، اور وہ صرف و نحو، فنِ بلاغت کا علم ہے۔ وضاحت کے لیے چند مثالیں پیش کی جارہی ہیں:

(ا) فنِ بلاغت کے ادوات کا استعمال: جیسے درج ذیل عبارت کی تفسیر وہ فن بلاغت کے ادوات کے استعمال سے کرتے ہیں:

شَہِدَ اللَّهُ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ وَالْمَلَائِكَةُ وَأُولُو الْعِلْمِ قَائِمًا بِالْقِسْطِ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ[17]

---

[16] محمد بن عبد اللہ بن عمر بیضاوی (682م)، تفسیر بیضاوی، 1:221۔ دار الاشاعت بیروت، 2000۔

Muhammad bin Abdullah bin Umar Bezawi, Anwar ul Tanzeel wa Asrar ul Taweel, Dar ul Ashaat Beruit, 2000, 221:1

[17] ال عمران: 20:3

Al Imran: 3:20

اللہ اسکے فرشتے اور اہل علم گواہ ہیں اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ انصاف کو قائم کرنے والا ہے اسکے سوا کوئی معبود نہیں وہ زبردست حکمت والا ہے۔"

علامہ زمخشری لکھتے ہیں:

شبہت دلالته على وحدانيته بأفعاله الخاصة التي لا يقدر عليها غيره، وبما أوحى من آياته الناطقة بالتوحيد كسورة الإخلاص وآية الكرسي وغيرهما بشهادة الشاهد في البيان والكشف، وكذلك إقرار الملائكة وأولي العلم بذلك واحتجاجهم عليه {قَائِمَاً بالقسط} مقيماً للعدل فيما يقسم من الأرزاق والآجال، ويثيب ويعاقب، وما يأمر به عباده من إنصاف بعضهم لبعض والعمل على السوية فيما بينهم. وانتصابه على أنه حال مؤكدة منه كقوله: {وَهُوَ الحق مُصَدّقًا}فإن قلت: لم جاز إفراده بنصب الحال دون المعطوفين عليه؟ ولو قلت جاءني زيد وعمرو راكباً لم يجز؟ قلت: إنما جاز هذا لعدم الإلباس كما جاز في قوله: {وَوَهَبْنَا لَهُ إسحاق وَيَعْقُوبَ نَافِلَةً} [الأنبياء: 72] إن انتصب نافلة حالا عن يعقوب. ولو قلت: جاءني زيد وهند راكباً جاز لتميزه بالذكورة، أو على المدح.فإن قلت: أليس من حق المنتصب على المدح أن يكون معرفة كقولك: الحمد لله الحميد.فإن قلت: هل يجوز أن يكون صفة للمنفي كأنه قيل: لا إله قائماً بالقسط إلا هو؟ قلت: لا يبعد، فقد رأيناهم يتسعون في الفصل بين الصفة والموصوف۔فإن قلت: قد جعلته حالا من فاعل شهد، فهل يصح أن ينتصب حالاً عن (هو) في {لاَ إله إِلاَّ هُوَ}؟ قلت: نعم، لأنها حال مؤكدة والحال المؤكدة لا تستدعي أن يكون في الجملة التي هي زيادة في فائدتها عامل فيها، كقولك: أنا عبد الله شجاعاً. وكذلك لو قلت: لا رجل إلا عبد الله شجاعاً۔ وهو أوجه من انتصابه عن فاعل شهد، وكذلك انتصابه على المدح۔[18]

وحدانیت کا امر تشابہ ہو گیا اسکے ان افعال کی وجہ سے جو اس کے سوا کوئی نہیں کر سکتا، آیات ناطقہ سور اخلاص، آیۃ الکرسی کے بیان سے بھی واضح ہوا، فرشتے، اہل علم اس بات کا قرار کرتے ہیں اور وہ انصاف قائم کرنے والا، رزاق، حاجات پوری کرنے والا، برے اعمال پر سزا دینے والا یہ سب حال مؤکد ہے۔ اگر میں کہوں حال مؤکد معطوفین کے بغیر جائز نہیں، کیا صفت منفی جائز ہے؟ اگر شھد کو فاعل بنایا جائے تو کیا ہو کو حال بنانا جائز ہو گا" میں کہتا ہوں درست ہو گا کیونکہ حال موکد جملہ میں عامل فائدہ کا مطالبہ کرتا ہے اور مدح معرفہ ہوتی ہے"

[18]زمخشری، کشاف، 223:1

Zamkhashri, Kashaf, 223:1.

(ب)الفاظ کے مجازی معانی کا استعمال: امام موصوف کا ایک یہ بھی انداز ہے کہ دوران تفسیر جہاں معانی و مفاہیم معتزلہ کے عقیدہ سے ضرب کھاتے ہیں وہاں وہ الفاظ کے مجازی معانی بیان کرتے ہیں۔ جیسے درج ذیل آیہ کریمہ سے واضح ہوتا ہے:

وَلَمَّا جَاءَ مُوسَىٰ لِمِيقَاتِنَا وَكَلَّمَهُ رَبُّهُ قَالَ رَبِّ أَرِنِي أَنظُرْ إِلَيْكَ ۚ قَالَ لَن تَرَانِي وَلَٰكِنِ انظُرْ إِلَى الْجَبَلِ فَإِنِ اسْتَقَرَّ مَكَانَهُ فَسَوْفَ تَرَانِي ۚ فَلَمَّا تَجَلَّىٰ رَبُّهُ لِلْجَبَلِ جَعَلَهُ دَكًّا وَخَرَّ مُوسَىٰ صَعِقًا ۚ فَلَمَّا أَفَاقَ قَالَ سُبْحَانَكَ تُبْتُ إِلَيْكَ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُؤْمِنِينَ[19]"

اور جب موسیٰ ہمارے وعدہ پر حاضر ہوا اور اس سے اس کے رب نے کلام فرمایا عرض کی اے رب میرے مجھے اپنا دیدار دکھا کہ میں تجھے دیکھوں فرمایا تو مجھے ہر گز نہ دیکھ سکے گا ہاں اس پہاڑ کی طرف دیکھ یہ اگر اپنی جگہ پر ٹھہرا رہا تو عنقریب تو مجھے دیکھ لے گا پھر جب اس کے رب نے پہاڑ پر اپنا نور چمکایا اسے پاش پاش کر دیا اور موسیٰ گرا بے ہوش پھر جب ہوش ہوا بولا پاکی ہے تجھے میں تیری طرف رجوع لایا اور میں سب سے پہلا مسلمان ہوں۔"

اس آیہ میں "ارنی" سے مراد اللہ تعالیٰ کو حقیقت کی آنکھ سے دیکھنا ہے جو معتزلہ کے عقیدہ توحید میں صفات الہی کے انکار سے متصادم ہے لہذا علامہ صاحب دیکھنے سے مجاز نعمت، بھلائی، انعام مراد لیتے ہیں[20]۔

(ج)مجاز عقلی کا استعمال:

زمخشری نے فن بلاغت کی اصطلاح مجاز عقلی کو فعل کی نسبت کو پھیرنے کے لیے استعمال کیا ہے:

وَأَمَّا الَّذِينَ كَفَرُوا فَيَقُولُونَ مَاذَا أَرَادَ اللَّهُ بِهَٰذَا مَثَلًا ۘ يُضِلُّ بِهِ كَثِيرًا وَيَهْدِي بِهِ كَثِيرًا[21]"

---

[19] الانفال:143۔

Al Anfal:143.

[20] زمخشری، الکشاف:2:123۔

Zamkhashri,Kashaf,123:2.

[21] البقرۃ:26۔

Al Baqrah:26.

اور رہے کافر تو وہ کہتے ہیں، اس مثال سے اللہ کی مراد کیا ہے ؟اللہ بہت سے لوگوں کو اس کے ذریعے گمراہ کرتا ہے اور بہت سے لوگوں کو ہدایت عطا فرماتا ہے"اس آیہ میں اضلال کی نسبت اللہ کی طرف ہے جو معتزلہ کے عقیدہ عدل سے متصادم ہے لہذا وہ مجاز عقلی کے استعمال سے اضلال کی نسبت انسان کے برے اعمال کی طرف کرتے ہیں[22]۔

(د) تمثیل و تخییل کا اسلوب:

اگر مجازی معانی کے استعمال سے معتزلہ کے عقائد کی توضیح ممکن نہ ہو وہاں تمثیل و تخییل کا اسلوب اختیار کرتے ہیں۔

جیسے:

وَ مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ وَالْاَرْضُ جَمِیْعًاقَبْضَتُهٗ یَوْمَالْقِیٰمَةِوَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِیّٰتٌۢ بِیَمِیْنِهٖ-سُبْحٰنَهٗ وَ تَعٰلٰى عَمَّا یُشْرِكُوْنَ[23]"

اور انہوں نے اللہ کی قدر نہ کی جیسا اس کی قدر کرنے کا حق تھا اور قیامت کے دن ساری زمین اس کے قبضے میں ہو گی اور اس کی قدرت سے تمام آسمان لپیٹے ہوئے ہوں گے اور وہ ان کے شرک سے پاک اور بلند ہے۔

اس آیہ سے اللہ کی تشبیہ و تجسیم کا عقیدہ معتزلہ کے عقائد سے متصادم ہے اسلئے وہ اسے قدرتِ قاہرہ سے تمثیل و تخییل کرتے ہیں[24]۔

(ل)الفاظ کے معانی کی توسیع:

علامہ صاحب قواعد لغت کے تحت الفاظ کے وسیع معانی بیان کرتے ہیں۔ جیسے:

الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ وَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ یُنْفِقُوْنَۙ[25]

---

[22] ایضاً،89:1

Al BAqrah:118.

[23] الزمر:67

Al Zumar:67.

[24] زمخشری، کشاف:111:4۔

Zamkhashri, Kashaf,111:4.

[25] البقرۃ:3۔

Al Baqrah:3

وغیب پر ایمان لاتے ہیں اور نماز کو قائم رکھتے ہیں اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے (ہماری راہ میں) خرچ کرتے ہیں" کی تفسیر میں فرماتے ہیں اس سے مراد اعمال کے ساتھ ایمان لانا ہے۔[26]

3۔ گرامر کا استعمال:

متن اور اس کے متعدد معانی کی وضاحت کے لیے گرامر کا مسلسل استعمال کرتا ہے۔ جیسے درج ذیل آیت کی تشریح گرامر کے اصولوں سے کرتے ہیں:

إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ وَمَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدِ افْتَرَى إِثْمًا عَظِيمًا[27] قلت: الوجه أن يكون الفعل المنفي والمثبت جميعاً موجهين إلى قوله تعالى: {لِمَن يَشَاءُ} كأنه قيل إن الله لا يغفر لمن يشاء الشرك، ويغفر لمن يشاء ما دون الشرك على أنّ المراد بالأول من لم يتب، وبالثاني من تاب. ونظيره قولك: إنّ الأمير لا يبذل الدينار ويبذل القنطار لمن يشاء. تريد: لا يبذل الدينار لمن لا يستأهله، ويبذل القنطار لمن يستأهله {فَقَدِ افترى إِثْماً} أي ارتكبه وهو مفتر مفتعل ما لا يصح كونه[28].

"اللہ ان لوگوں کو معاف نہیں کرے گا جو اس کے ساتھ دوسرے معبودوں کو ٹھہراتے ہیں، لیکن اس سے کم جس کو چاہے معاف کر دے گا۔ اور جس نے خدا کے ساتھ دوسرے معبودوں کو شریک کیا اس نے بہت بڑا گناہ کیا" میں کہتا ہوں کہ خدا کا بیان "لمن يشاء "جسے وہ چاہے" منفی اور مثبت دونوں فعل پر لاگو ہوتا ہے۔ پہلی صورت میں، خدا اس شخص کو معاف نہیں کرے گا جو اس کے ساتھ دوسرے معبودوں کو شریک کرتا ہے، جس کا مطلب ہے کہ اس شخص نے توبہ نہیں کی ہے۔ دوسری صورت میں، خدا اس شخص کو معاف کر دے گا جو اس کے ساتھ دوسرے معبودوں کو شریک نہیں کرتا، جس کا مطلب ہے کہ اس شخص نے توبہ کر لی ہے۔ یہ اس شہزادے کی طرح ہے جو ایک دینار بھی اس پر خرچ نہیں کرتا جسے وہ حقیر سمجھتا ہے، جب کہ جس کو وہ لائق سمجھتا ہے اس پر وہ خرچ کرتا ہے۔"

---

[26] ایضا1:23۔

Al BAqrah:23

[27] النساء:48

Al Neesa:48.

[28]. زمخشری، کشاف، 220:4۔

Zamkhashri, Kashaf, 220:4.

مندرجہ بالا آیت قدر کے اعتبار سے معتزلہ کے اصول وعدہ و وعید، المنزلہ بین المنزلتین سے متصادم ہے لیکن گرامر کے استعمال سے موصوف نے اپنے موقف کو ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔

4۔سبعہ احرف:

معتزلی عقائد و نظریات کو ثابت کرنے کے لیے سبعہ احرف کی تاویل سے مدد لی گئی ہے۔ جیسے معتزلہ کے عقیدہ توحید وعدل کی دلیل میں وہ سبعہ احرف کی تاویل اس انداز میں پیش کرتے ہیں:

إِنَّ الدِّينَ عِنْدَ اللَّهِ الْإِسْلَامُ وَمَا اخْتَلَفَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ إِلَّا مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًا بَيْنَهُمْ وَمَنْ يَكْفُرْ بِآيَاتِ اللَّهِ فَإِنَّ اللَّهَ سَرِيعُ الْحِسَابِ۔ إن الدين عند الله للإسلام وهي مقوية لقراءة من فتح الأولى وكسر الثانية. وقرئ: {شهداء لله}، بالنصب على أنه حال من المذكورين قبله، وبالرفع على هم شهداء الله.فإن قلت: فعلام عطف على هذه القراءة {والملائكة وَأُوْلُواْ العلم}؟ قلت: على الضمير في شهداء، وجاز لوقوع الفاصل بينهما.فإن قلت: لم كرر قوله: {لاَ إله إِلاَّ هُوَ} قلت: ذكره أوّلاً للدلالة على اختصاصه بالوحدانية، وأنه لا إله إلا تلك الذات المتميزة، ثم ذكره ثانياً بعد ما قرن بإثبات الوحدانية إثبات العدل، للدلالة على اختصاصه بالأمرين، كأنه قال: لا إله إلا هذا الموصوف بالصفتين، ولذلك قرن به قوله: {العزيز الحكيم} لتضمنهما معنى الوحدانية والعدل۔

"ابتدائے قراءت میں فتحہ کے ساتھ دوسری میں کسریٰ کے ساتھ پڑھا گیا ہے، مطلب ہے کہ "خدا گواہ ہے اس پر "خدا کے نزدیک[حقیقی]دین اسلام ہے۔"(اِنّ الدِّیْنَ عندَاللّٰهِ الْإِسْلَام)جو ایک "یقینی تاکید والا جملہ "ہے(جملہ مستعنیفا مؤکدہ)اور یہ اس بات کی تصدیق کرتا ہے، جو پچھلے جملہ میں بیان کیا گیا ہے۔وہ اس بات کی تشریح کرتا ہے کہ "اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے" خدا کی وحدانیت(توحید)ہے اور قائما بِالقسط "انصاف پر قائم رہنا" "حق قائم کرنا"(تعدیل)ہے۔"

المختصر جب بھی کسی آیت کی تفسیر اس کے نقطہ نظر سے متصادم ہو وہ اپنی کسی تفسیری تکنیک کو استعمال کرتا ہے۔ مثلا محکم و متشابہات میں اگر کوئی آیت اس کے قول کی تائید کرے تو وہ محکم ورنہ متشابہ۔ اسی طرح عقائدِ معتزلہ کے مطابق توضیح قرآن کے لیے دیگر تفسیری تکنیک کا استعمال کرتے ہیں۔ جیسے اختلاف قراءت، ضعیف احادیث، علم المعانی والبیان وغیرہ۔

خصوصیات:

تفسیر کشاف کے مطالعہ سے درج ذیل اسلوب کی نشاندہی ملتی ہے:

مناظرہ کا انداز:

تفسیری اسلوب عمومی طور پر "سوال وجوابات" کی تکنیک پر مبنی ہے نہ صرف تفسیر بلکہ اپنی الہیات کی کتاب "المنہاج فی اصول الدین" میں بھی وہ ایک سوال پوچھتے ہیں "اس سے پہلے اگر تم کہو گے "(قلتہ)، اور پھر "میں کہوں گا"(قلتہ) سے شروع کرتے ہوئے اپنے سوال کا جواب دیتے ہیں۔ مقالے میں مندرج تفسیر کے نمونوں سے یہ بات واضح ہوتی ہے۔

تفسیر بلاغی:

زمخشری نے اپنی تالیف کے مقاصد دو ہی بیان کیے ہیں۔ ایک معتزلہ کی خدمت اور دوسرے اللہ تعالی نے جو بلاغت کا علم انہیں وہب کیا ہے اسکے ذریعے کلام اللہ کی خدمت۔ ملاحظہ ہو:

"وقَالَ مُوسَى لِقَوْمِهِ اسْتَعِينُوا بِاللَّهِ وَاصْبِرُوا إِنَّ الْأَرْضَ لِلَّهِ يُورِثُهَا مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ0 قَالُوا أُوذِينَا مِنْ قَبْلِ أَنْ تَأْتِيَنَا وَمِنْ بَعْدِ مَا جِئْتَنَا قَالَ عَسَى رَبُّكُمْ أَنْ يُهْلِكَ عَدُوَّكُمْ وَيَسْتَخْلِفَكُمْ فِي الْأَرْضِ فَيَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُونَ0"[29]

اور جب موسی نے اپنی قوم کو اللہ سے مدد طلب اور صبر کرنے کا کہا، کہ بیشک زمین اللہ ہی کے لیے ہے اور وہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے وارث بناتا ہے اور آخرت متقین کے لیے ہے۔ وہ بولے آپ کی پیدائش اور بعثت کے بعد ہمیں اذیت ملی، فرمایا: شاید تمہارا رب تمہارے دشمن کو ہلاک کر دے اور تمہیں زمین کا وارث بنا دے، پس وہ تمہارے اعمال کو دیکھ رہا ہے۔"

مزید لکھتے ہیں:

فإن قلت: لم أخليت هذه الجملة عن الواو وأدخلت على التي قبلها؟ قلت: هي جملة مبتدأة مستأنفة. وأمّا {وَقَالَ الملا} [الأعراف: 127] فمعطوفة على ما سبقها من قوله: {قَالَ الملا مِن قَوْمِ فِرْعَوْنَ} وقوله: {إِنَّ الأرض للَّهِ} يجوز أن تكون اللام للعهد ويراد أرض مصر خاصة، كقوله:{وَأَوْرَثَنَا الأرض} [الزمر: 74] وأن تكون للجنس فيتناول أرض مصر لأنها من جنس الأرض، كما قال ضمرة: إنما المرء بأصغريه، فأراد بالمرء الجنس، وغرضه أن يتناوله تناولاً أولياً {والعاقبة لِلْمُتَّقِينَ} بشارة بأن الخاتمة المحمودة للمتقين منهم ومن القبط، وأن المشيئة متناولة لهم. وقرأ:{والعاقبة للمتقين}بالنصب:أبيّ وابن مسعود، عطفاً على الأرض۔"

---

[29] الاعراف:128،129

Al Araf:128,129.

اگر میں کہوں یہ جملہ واؤ سے خالی نہیں اور ما قبل پر داخل ہے ؟ میں کہتا ہوں یہ ابتدائی جملہ مستانفہ ہے اور وَقَالَ الملاء اپنے سابق پر عطف ہے اس فرمان قَالَ الملاء مِن قَوْمِ فِرْعَوْنَ سے۔اور فرمان إِنَّ الأرض للَّهِ میں یہ جائز ہے کہ لام عہد کے لیے ہو اور اس سے خاص مصر کی سرزمین مراد ہو جیسے فرمان وَأَوْرَثَنَا الأرض ہے اور یہ کہ اس کی جنس سے ہو کیونکہ ارض مصر بھی زمین کی جنس سے ہے، جیسے ضمرہ نے کہا اس سے مراد اس کا اصغر ہونا ہے پس اس سے مراد آدمی کی جنس اور غرض ہے کہ وہ اولیاء میں سے ہو اور بشارت ہے متقین کا خاتمہ محمود ہو گا اور مشیت ان کے لیے ہموار ہوتی ہے اور والعاقبة للمتقين کی قرات عبد اللہ ابی ابن مسعود نے منصوب کی ہے جو زمین پر عاطفہ ہے۔"

اعجازِ قرآن:

اعجاز قرآن کے اس موقف کے ساتھ قائل ہیں کہ "ایک نظم قرآن کے ذریعے قرآن معجزہ ہے دوسرے فن بلاغت کے استعمال سے" جیسے وہ آیۃ لکرسی کی تفسیر میں رقمطراز ہیں کہ اس میں بلاغت کے 21 فنون استعمال ہوئے ہیں[30]۔

تفسیر بالماثور کا رجحان:

تفسیر القرآن بالقرآن کے اصول کو بعض جگہ پر اپنایا گیا ہے ان کے نزدیک قرآن کے بعض حصے دوسرے حصوں کی تشریح کرتے ہیں، قرآن کی ایک آیت کو واضح کرنے کے لیے اس طریقہ پر عمل کرتے ہیں کہ ایک یا کئی دوسری آیات کا حوالہ دے کر اسے واضح کیا جائے کیونکہ قرآن کا بنیادی مقصد اس کے نقطہ نظر کی وضاحت و تقویت ہے جیسا کہ دوسری آیات میں پایا جاتا ہے، وہ ہمیشہ عین مطابق ہوتا ہے اور اگر بعد میں وہی مسئلہ سامنے آتا ہے تو وہ اپنے دلائل کو نہیں دہراتے۔ ذیل میں ایک مثال سے اس اسلوب کی وضاحت ہوتی ہے۔ آیۃ الکرسی کی تفسیر میں سورہ اخلاص کی چار آیات کا حوالہ دے کر خدا کی وحدانیت اور اس کے انصاف کو ثابت کیا گیا ہے: ''کہو: وہ واحد خدا ہے، خدا، ہمیشہ رہنے والا ہے۔ اس نے جنم نہیں لیا اور نہ ہی پیدا ہوا ہے، اس کے مقابلے میں کوئی نہیں ہے۔'' وہ ایک اور آیت کا استعمال کرتے ہوئے اپنے نقطہ نظر کی تائید کرتے ہیں ''اللہ اس کے سوا کوئی

[30] زمخشری، کشاف، 1:123۔

Zamkhashri, Kashaf, 123:1

معبود نہیں، زندہ، ابدی ہے، اسے نہ اونگھ آتی ہے نہ نیند، جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب اسی کا ہے، اور کون اس کے پاس اس کی اجازت کے بغیر سفارش کر سکتا ہے؟ وہ جانتا ہے جو ان کے آگے ہے اور جو ان کے پیچھے ہے۔ اور وہ اس کے علم کو نہیں سمجھتے مگر جو وہ چاہے۔ اس کی کرسی آسمانوں اور زمین کو گھیرے ہوئے ہے اور ان کی حفاظت کرنا اسے تھکتا نہیں۔ وہ سب سے بلند اور اعلیٰ ہے۔" چنانچہ اس بات کا اعادہ کیا گیا ہے کہ خدا، اس کے فرشتے اور اہل علم گواہ ہیں کہ وہ عدل کا محافظ ہے۔[31]

تفسیر بالحدیث:

تفسیر میں صرف چھ ایسی احادیث کا صراحت کے ساتھ حوالہ دیا ہے جو معتزلی نظریات کو ثابت کرتی ہیں اور سنداً ضعیف ہیں۔ عمومی طور پر وہ حدیث کے بیان کو صراحت کے ساتھ بیان نہیں کرتے بلکہ کما فی الحدیث یا روی عن فلان کہہ کہ مطمع نظر بیان کر دیتے ہیں لیکن تفسیر کے مطالعہ اور "الکاف الشاف فی تخریج احادیث الکشاف" از ابن حجر سے واضح ہوتا ہے کہ انہیں علم حدیث اور جملہ فنونِ احادیث پر کمال درجے کی مہارت حاصل ہے۔[32]

معتزلہ کے اصول خمسہ کا ثبوت:

تفسیر میں فنِ بلاغت کے علاوہ بطور خاص جس چیز کو پیش نظر رکھا گیا ہے وہ معتزلہ کے بنیادی اصولِ خمسہ کو اپنی تمام تر علمی قابلیت سے ثابت کرنا ہے مثلاً:

1۔عقیدہ توحید:

معتزلہ کا پہلا بنیادی اصول توحید خدا ہے جو ان کے عقیدہ کا سب سے اہم مقالہ ہے کیونکہ یہ دوسرے تمام اصولوں کا ماخذ ہے۔ زمخشری نہ صرف اس اصول پر یقین رکھتے ہیں بلکہ اپنی تفسیر میں اس کا اطلاق کرتے ہیں۔ خدا کی صفات کے بارے میں امام زمخشری نے واصل بن عطاء سے اتفاق کیا ہے۔ عطا، جو اللہ کی صفات کا انکار کرتا ہے جیسے "علم، طاقت، ارادہ، زندگی" امام صاحب اللہ کی مطلق انفرادیت اور ماورائیت پر زور دیتے ہیں اور اس کی

---

[31] زمخشری، کشاف، 4:421۔

Zamkhashri, Kashaf, 421:4.

[32] احمد بن علی بن حجر عسقلانی(1372-1449)، الکاف الشاف فی تخریج احادیث الکشاف، ص:1:221، مکتبہ دہلی، 1953۔

Ahmad bin Ali bin HAjar Asqlani, Al Kaf Alshaf Fe Takhreejil Ahadith, Maktbah Dehli, 1953, 221:1

وضاحت بشری طور پر کسی بھی شکل میں رد کرتے ہیں، جیسے سمت، جگہ، نظر، تصویر، جسم، چہرہ، ہاتھ، آنکھ، حرکت، معدومیت، تبدیلی، بولنا، بیٹھنا، آنے یا ظاہر ہونا۔ ان کا خیال ہے کہ قرآن میں موجود بشری آیات اللہ کی صفات وافعال کی علامت کے لیے تشبیہاتی یا علامتی الفاظ ہیں۔ وہ ایسی آیات کی تفسیر، تاویل یا استعاراتی تشریح کے طریقہ سے کرتے ہیں اور ایسے الفاظ کو قرآن میں کہیں اور پائے جانے والے ثانوی یا استعاراتی معنی کے مطابق بیان کرتے ہیں۔[33]

2۔عدل:

علامہ صاحب کے نزدیک خدا عادل ہے اور بھلائی چاہتا ہے اور اس کا فطری انصاف اسے لوگوں کو کسی قسم کی تکلیف یا ناانصافی سے روکتا ہے۔ لوگوں کے اچھے یا برے اعمال کی وجہ سے ان کی تقدیر کا فیصلہ اللہ کرتا ہے۔ قرآن بار بار لوگوں کو توبہ کرنے اور برے کاموں سے باز رہنے، اپنی نجات کے لیے کام کرنے کی تلقین کرتا ہے۔ وہ قرآن سے استنباط کرتے ہیں:

الَّذِينَ يُوفُونَ بِعَهْدِ اللَّهِ وَلاَ يِنقُضُونَ الْمِيثَاقَ[34]"

جو لوگ اللہ سے کیے ہوئے عہد کو پورا کرتے ہیں اور پکے عہد کو نہیں توڑتے " اپنے رب کی راہ کی تلاش میں ثابت قدم رہتے ہیں، نماز میں ثابت قدم رہتے ہیں اور برائی سے بھلائی کے ساتھ روکتے ہیں۔ ان کے لیے جنت کا بدلہ ہے۔ جب کہ ''جو لوگ خدا کے ساتھ عہد توڑتے ہیں اور زمین میں فساد پھیلاتے ہیں، ان کے لیے برا ٹھکانا ہے۔[35]

3۔وعدہ ووعید:

آپ معتزلیوں کے مطابق مانتے ہیں کہ یہ اللہ پر واجب ہے کہ وہ اپنے وعدہ اور دھمکی کو پورا کرے کیونکہ وہ عادل ہے۔ خدا ان لوگوں سے اجر کا وعدہ کرتا ہے جو اس کی اطاعت کرتے ہیں اور ان کو عذاب کی دھمکی دیتے ہیں جیسے:

---

[33] زمخشری، مقدمہ کشاف، ج:1، ص:12

Zamkhashri, Kashaf, P.12.

[34] الرعد:20

Al Rad:20

[35] زمخشری، کشاف، 1:112

Zamkhashri, Kashaf, 112:1.

قَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا مِنْ قَوْمِهِ لِلَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا لِمَنْ آمَنَ مِنْهُمْ أَتَعْلَمُونَ أَنَّ صَالِحًا مُرْسَلٌ مِنْ رَبِّهِ قَالُوا إِنَّا بِمَا أُرْسِلَ بِهِ مُؤْمِنُونَ 0 قَالَ الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا إِنَّا بِالَّذِي آمَنْتُمْ بِهِ كَافِرُونَ (76) فَعَقَرُوا النَّاقَةَ وَعَتَوْا عَنْ أَمْرِ رَبِّهِمْ وَقَالُوا يَا صَالِحُ ائْتِنَا بِمَا تَعِدُنَا إِنْ كُنْتَ مِنَ الْمُرْسَلِينَ 0 فَأَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَأَصْبَحُوا فِي دَارِهِمْ جَاثِمِينَ 0 فَتَوَلَّى عَنْهُمْ وَقَالَ يَا قَوْمِ لَقَدْ أَبْلَغْتُكُمْ رِسَالَةَ رَبِّي وَنَصَحْتُ لَكُمْ وَلَكِنْ لَا تُحِبُّونَ النَّاصِحِينَ [36]. فإن قلت: هل لاختلاف المرجعين أثر في اختلاف المعنى؟ قلت: نعم وذلك أن الراجع إذا رجع إلى قومه فقد جعل {مَنْ ءامَنَ} مفسراً لمن استضعف منهم، فدل أن استضعافهم كان مقصوراً على المؤمنين، وإذا رجع إلى الذين استضعفوا لم يكن الاستضعاف مقصوراً عليهم، ودلّ أن المستضعفين كانوا مؤمنين وكافرين: {أَتَعْلَمُونَ أَنَّ صالحا مُّرْسَلٌ مّن رَّبّهِ} شيء قالوه على سبيل الطنز والسخرية، كما تقول للمجسمة: أتعلمون أن الله فوق العرش.فإن قلت: كيف صحّ قولهم: {إِنَّا بِمَا أُرْسِلَ بِهِ مُؤْمِنُونَ} جواباً عنه؟ قلت: سألوهم عن العلم بإرساله، فجعلوا إرساله أمراً معلوماً مكشوفاً مسلماً لا يدخله ريب، كأنهم قالوا: العلم بإرساله وبما أرسل به ما لا كلام فيه ولا شبهة تدخله لوضوحه وإنارته، وإنما الكلام في وجوب الإيمان به، فنخبركم أنا به مؤمنون، ولذلك كان جواب الكفرة: {إِنَّا بالذى ءَامَنْتُمْ بِهِ كافرون} فوضعوا {ءَامَنتُم بِهِ} موضع {أُرْسِلَ بِهِ} رداً لما جعله المؤمنون معلوماً وأخذوه مسلماً {فَعَقَرُواْ الناقة} أسند العقر إلى جميعهم لأنه كان برضاهم وإن لم يباشره إلاّ بعضهم، وقد يقال للقبيلة الضخمة: أنتم فعلتم كذا، وما فعله إلاّ واحداً منهم {وَعَتَوْاْ عَنْ أَمْرِ رَبّهِمْ} وتولوا عنه واستكبروا عن امتثاله عاتين، وأمر ربهم: ما أمر به على لسان صالح عليه السلام من قوله: {فَذَرُوهَا تَأْكُلْ فِي أَرْضِ الله} [الأعراف: 73] أو شأن ربهم وهو دينه. ويجوز أن يكون المعنى: وصدر عتوّهم عن أمر ربهم، كأن أمر ربهم بتركها كان هو السبب في عتوّهم. ونحو عن هذه ما في قوله: {وَمَا فَعَلْتُهُ عَنْ أَمْرِى} [الكهف: 82]، {ائتنا بِمَا تَعِدُنَا} أرادوا من العذاب. وإنما جاز الإطلاق لأنه كان معلوماً. واستعجالهم له لتكذيبهم به، ولذلك علقوه بما هم به كافرون، وهو كونه من المرسلين {الرجفة} الصيحة التي زلزلت لها الأرض واضطربوا لها {فِي دَارِهِمْ} في بلادهم أو في مساكنهم {جاثمين} هامدين لا يتحركون موتى. يقال: الناس جثم، أي قعود لا حراك بهم ولا ينبسون نبسة. ومنه المجثمة التي جاء النهي عنها، وهي البهيمة تربط وتجمع قوائمها لترمى[37].

---

[36] الاعراف:79-74

Al Araf:74-79

[37] زمخشری، کشاف، 2:221۔

Zamkhashri,Kashaf,221:2.

اگر کہا جائے کہ اختلاف "راجعین" کا اختلاف معنی ہے تو میں کہوں گا کہ جی ہاں یہ قوم کی طرف اشارہ ہے کہ جب ان سے کہا گیا کہ وہ کس پر ایمان لائیں گے تو کمزور جو مومنین پر دال ہے مراد ہیں لیکن کمزور مومنین بھی ہیں اور کافرین بھی یہ طنز و تمسخر کا اسلوب ہے جیسے صفت تجسیم کے لیے کہا جاتا ہے کہ اللہ عرش پر ہے اگر کہا جائے یہ بات کیسے درست ہے تو میں کہوں گا ان سے ان کے علم کے بارے میں سوال کیا جس کے ساتھ وہ مبعوث ہوئے اور اس میں کوئی شک نہیں جس میں نہ کلام ہے نہ شبہ ہے لیکن ایمان کے وجوب میں کلام ہے پس ہم تمہیں بتاتے ہیں ہم مومنین ہیں اسی لیے کافروں کا جواب تھا کہ جس پر تم ایمان لائے ہم اس کا انکار کرتے ہیں۔۔۔

4۔المنزلة بين المنزلتين:

آپ کا مؤقف ہے حالت نیک اور بد کے درمیان ایک حالت ہے جو انسان کے اختیار میں ہے کہ وہ نیکی یا بدی میں سے جسے چاہے اختیار کرے اور اپنے اعمال کا خود ذمہ دار ٹھہرے وہ اسکے لیے " فَأَلْهَمَهَا فُجُوْرَہَا وَ تَقْوٰہَا"[38]" پس اس کے دل میں برائی اور اچھائی دونوں ڈال دیں" سے دلیل لیتا ہے۔[39]

5۔امر بالمعروف و نہی عن المنکر:

ان کے نزدیک "حق کا حکم دینا" واجب و مندوب دونوں ہو سکتا ہے۔ تاہم غلطی سے منع کرنا واجب ہے کیونکہ منکرات سے پرہیز کرنا ان کی شرارت کی وجہ سے لازم ہے۔ آپ لکھتے ہیں:

فإن قلت: فهلا قيل هدى للضالين؟ قلت: لأن الضالين فريقان: فريق علم بقاؤهم على الضلالة وهم المطبوع على قلوبهم، وفريق علم أنّ مصيرهم إلى الهدى؛ فلا يكون هدى للفريق الباقين على الضلالة، فبقى أن يكون هدى لهؤلاء، فلو جيء بالعبارة المفصحة عن ذلك لقيل: هدى للصائرين إلى الهدى بعد الضلال، فاختصر الكلام بإجرائه على الطريقة التي ذكرنا، فقيل: هدى للمتقين. وأيضاً فقد جعل ذلك سلماً إلى تصدير السورة التي هي أولى الزهراوين وسنام القرآن وأول المثاني، بذكر أولياء الله والمرتضين من عباده[40]"

---

[38] الشمس:8

Al Shams:8.

[39] زمخشری، الکشاف:4:321۔

Zamkhashri,Kashaf,321:4.

[40] ایضاً،1:112۔

Zamkhashri, Kashaf, 112:1.

اگر تو کہے کہ کیا ضالین کی ہدایت کا کہا گیا ہے تو میں کہوں گا کہ نہیں کیونکہ ضآلین دو طرح کے ہیں ایک وہ جو گمراہی پر ڈٹے ہیں اور انکے دل غلاف زدہ ہیں اور دوسرا وہ گروہ جن کا علم انہیں ہدایت کی طرف مائل کرتا ہے۔۔۔

عقیدہ خلقِ قرآن:

موصوف کا خیال ہے کہ قرآن خدا کا کلام، اس کی تخلیق ہے۔ ابن خلقان کے مطابق جب زمخشری نے پہلی بار الکشاف کو مرتب کیا تو تعارف میں لکھا۔ "الحمد لله االذی خلق القرآن" الحمدللہ، اللہ تعالیٰ کے لیے جس نے قرآن کو تخلیق کیا۔ جب اسے بتایا گیا کہ اگر وہ اسے اس شکل میں چھوڑ دے تو لوگ اسے چھوڑ دیں گے اور کوئی اسے پڑھنے کی خواہش نہیں کرے گا۔ پھر اس کو بدل کر یہ بیان دیا کہ "الحمد اللہ جس نے قرآن بنایا۔"[41]

نسخ کی حقیقت:

نسخ سے ایک آیہ کی دوسری ایہ سے تبدیلی مراد لیتے ہیں۔ اس میں وہ معتزلہ کی بجائے حنفی مسلک کو اختیار کرتے ہیں۔[42]

تفسیر میں عقلی رجحان:

تفسیری اسلوب میں عقلیت پسندی کو جگہ دی گئی ہے لیکن ان کے نزدیک عقلیت کی ایک حد ہے اس سے باہر وہ نہیں جا سکتی۔ جیسے جب وہ عالم غیب یا صفت کن فیکون سے متعلق یا قادر مطلق صفت کی بات کرتے ہیں تو اعتراف کرتے ہیں کہ تمام چیز عقل و فہم کے دائرے میں نہیں آسکتی اور اللہ کے ہر امر میں عقل یہ کہتی ہے حکمت مضمر ہے[43]۔

استنباط احکام:

زمخشری استنباط حکام کی بڑی اچھی قابلیت رکھتے ہیں۔ جیسا کہ مندرج مقالہ سے واضح ہوتا ہے کہ اپنے مؤقف کو واضح کرنے کے لیے یا دلائل براہین کے لیے وہ اپنے عربی زبان و ادب پر عبور کو بڑی مہارت سے استعمال میں لاتے ہیں۔

---

[41] فضل الرحمن، تفسیر کشاف کا تحلیلی جائزہ، ص:5، مکتبہ دہلی، 1982۔

Fazl ur Rahman,Tafseer Kashaf ka Tahleeli Jaizah, maktabah Deh; I,1982 p:5

[42] زمخشری، الکشاف 131:1۔

Zamkhashri, Kashaf, 131:1.

[43] ایضاً:228:3۔

Zamkhashri, Kashaf, 228:3.

مخالفین پر نقد:

مطالعہ کشاف سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ تفسیر میں مخالفین خصوصاً اشاعرہ مسلک اہل سنت پر بہت زیادہ نقد کی گئی ہے،اس سلسلے میں وہ آدابِ نقد کا بھی خیال نہیں رکھتے اور علماء اہل سنت کو اس مذہب کے مجوسی قرار دیتے ہیں۔[44]

شان رسالت ماب ﷺ کے اکمال میں کوتاہی:

کشاف میں دو مقامات پر آپ ﷺ کی شان میں کوتاہی نظر آتی ہے۔ ایک جب وہ سورہ تکویر میں حضرت جبرائیل کی رویت کو بیان کرتے ہیں تو افضل الخلائق ﷺ پر فرشتہ کو فضیلت قرار دیتے ہیں۔ دوسرے جب وہ عَفَا اللّٰهُ عَنْكَ ۚ-لِمَ اَذِنْتَ لَهُمْ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَ تَعْلَمَ الْكٰذِبِيْنَ[45]"اللہ تمہیں معاف کرے، آپ نے انہیں اجازت کیوں دیدی؟ جب تک آپ کے سامنے سچے لوگ ظاہر نہ ہو جاتے اور آپ جھوٹوں کو نہ جان لیتے۔ کی تفسیر کرتے ہیں تو الفاظ کے چناؤ میں تقدس واحترام کو ملحوظ نہیں رکھتے۔[46]

تفسیر کشاف پر کیا گیا کام:

جن لوگوں نے الکشاف کی مذمت و تنقید کی ہے ان میں سنی راسخ العقیدہ کے سرکردہ علماء بھی شامل ہیں۔انوار التنزیل و اسرار التاویل امام بیضاوی اس جوہرِ نایاب کو کشید کرنے کی سب سے مشہور کوشش ہے جبکہ ان نظریات کو ترک کرنے کی کوشش کی گئی ہے جو سنی راسخ العقیدہ کے نزدیک قابل مذمت ہیں۔ ابن المنیر (متوفی 683/1284) نے اپنی کتاب الانتساب من الکشاف میں زمخشری کی معتزلی تشریحات کی تردید کی ہے۔ فخر الدین الرازی (متوفی 606/1209) نے تفسیر الکبیر، ابو حیان الاندلسی (متوفی 745/1344) نے البحر المحیط، جلال الدین السیوطی (متوفی 911/1505) نے الدر المنثور میں زمخشری کے معتزلی نظریات پر کڑی تنقید کی

---

[44] ایضاً:3:221۔

Zamkhashri, Kashaf, 221:3.

[45] التوبۃ:43

Al Taubah:43.

[46] تفسیر کشاف کا ایک تحلیلی جائزہ، ص:490

Fazl ur Rahman,Tafseer Kashaf ka Tahleeli Jaizah,pg:490.

ہے۔[47] ایک مطالعہ مسلم الٰہیات میں زمخشری اور بیضاوی کے کام کی اہمیت کا موازنہ کرتے ہوئے ان کی تالیفات الکشاف اور انوار التنزیل کا جائزہ لیتا ہے جو بالترتیب معتزلی اور اشعری مکتبہ فکر کی نمائندگی کرتے ہیں۔ مطالعہ سے یہ نتیجہ اخذ کیا گیا ہے کہ زمخشری ایک معتزلہ کے طور پر استدلال کو وحی پر ترجیح دیتے ہیں، عقلیت کو تفسیر میں ایک فن کا درجہ دیتے ہیں۔

خلاصہ بحث:

مندرجہ بالا گفتگو سے درج ذیل نکات اخذ ہوتے ہیں:

1۔ علامہ زمخشری ایک متعصب معتزلی نامور علمی شخصیت تھے جنہیں علومِ عربیہ و دینیہ پر کمال درجہ کی مہارت حاصل تھی۔ تفسیر کشاف اسکا عملی ثبوت ہے۔

2۔ تفسیر کشاف ایک بلاغی عقلیت پسند اسلوب کی تفسیر ہے جس میں استدلال کو وحی پر فوقیت حاصل ہے۔ معتزلی عقائد کو ثابت کرنے کے لیے تاویل اور تفسیری تکنیک کا بے جا استعمال کیا گیا ہے۔

3۔ تفسیر کشاف پر معتزلی عقیدہ کی چھاپ کے باوجود یہ فن بلاغت پر بے مثل نادر کتاب ہے۔

[47] حاجی خلیفہ، کشف الظنون، دار اصادر، بیروت، 2000ء، 2:224

Haji Khalifah, Kashf al Zannon, Dara Sadir, Beruit, 2000, 224:2